# اجتہاد کا تاریخی پس منظر

## (ائمہ مجتہدین کا اجتہاد)

(۹)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

ثبوت حکم کے ان درجوں (واجب، مندوب، حرام اور مکروہ) کے لئے اگرچہ مختلف الفاظ ستعمال کیے جاتے اور انداز کلام و قرینہ وغیرہ کی بنا پر ان کے موقع و محل کا تعین ہوتا ہے یکن ان میں سب سے اہم امر (حکم) و نہی (روکنا) کے دو لفظ (صیغے) ہیں کیونکہ بیشتر احکام اثبوت اور ان کی وضاحت و درجہ بندی کا زیادہ تعلق انھیں دو سے ہے۔ ذیل میں امر و ہی کی تفصیل ذکر کی جاتی اور اماموں کے اختلاف کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ اجتہادِ توضیحی کا ائرہ وسیع کرنے میں اس اختلاف کو بھی کافی دخل ہے۔

مر کی تعریف (۱) امر (جس میں کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے) کی تعریف یہ ہے:

الامر طلب الفعل علی جهة الاستعلاء[1] غلبہ و بلندی کے جہت سے کوئی فعل کرنے کا مطالبہ کرنا۔

---

[1] الآمدی۔ الاحکام فی اصول الاحکام ج۲ البحث الثانی فی حد الامر

مطالبۂ فعل کے صیغہ کی کئی شکلیں ہیں :

(ا) مطالبہ ۔ فعل امر کے ساتھ ہو جیسے

اقیموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ [1] قائم رکھو نماز اور زکوٰۃ دیا کرو ۔

(ب) فعل مضارع ہو لیکن اس میں لام امر موجود ہو

لینفق ذو سعۃ من سعتہ [2] تاکہ خرچ کرے وسعت والا اپنی وسعت کے مطابق ۔

فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ [3] جو شخص تم میں اس (رمضان کے) مہینہ کو پائے وہ روزہ رکھے ۔

(ج) مصدر فعل امر کے قائمقام ہو ۔

فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب [4] جب تم منکروں سے مقابل ہو تو ان کی گردنیں مارو

(د) اسم فاعل امر ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے واقعہ میں ہے ۔

وراودتہ التی ھو فی بیتھا عن نفسہ وغلقت الابواب وقالت ھیت لک [5] اور جس عورت کے گھر میں وہ تھے وہ انھیں اپنا مطلب حاصل کرنے کو پھسلانے لگی اور دروازے بند کر لئے اور کہا کہ بس آجاؤ ۔

"ہیت لک" اسم ہونے کے باوجود فعل امر کے معنی میں ہے

(ہ) جملہ خبریہ ہو اور قرینہ کی بنا پر اس سے امر کی طرح فعل کا مطالبہ ہو ۔

والمطلقات یتربصن بانفسھن ثلثۃ اور طلاق والی عورتیں تین میعادوں (حیض)

---

[1] البقرہ ع ۵ [2] الطلاق ع ۱ [3] البقرہ ع ۲۳

[4] محمد ع ۱ [5] یوسف ع ۳

قس و ع[1] تک اپنے کو روکے رہیں۔

فعل امر کا استعمال | فعل امر کا استعمال کئی محل میں ہوتا ہے مثلاً

(۱) وجوب

اقیموا الصلوٰة و آتوا الزکوٰة[2] نماز قائم رکھو اور زکوٰة دیا کرو

(۲) استحباب

فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیراً[3] اگر غلاموں میں کچھ خیر سمجھو تو ان کو مال کے بدلہ آزادی لکھکر دیدو (مکاتب بنادو)

(۳) مباح

کلوا من الطیبات[4]۔ کھاؤ پاکیزہ چیزیں۔

(۴) دھمکانا

اعملوا ما شئتم[5] تم جو چاہو کرو

(۵) ارشاد (فلاح و بہبود کی طلب)

واستشھدوا شھیدین من رجالکم[6] اور تم مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔

ارشاد اور استحباب کا مفہوم اس لحاظ سے تقریباً یکساں ہے کہ دونوں میں فلاح و بہبود کی طلب ہوتی ہے لیکن ارشاد میں دنیوی مصلحت ملحوظ ہوتی اور استحباب میں اخروی مصلحت ملحوظ ہوتی ہے۔

(۶) ادب دینا

یا غلام سم اللہ و کل بیمینک و کل اے لڑکے اللہ کا نام لے اپنے دائیں ہاتھ سے

---

[1] البقرہ ع ۲۸ [2] البقرہ ع ۵ [3] النور ع ۴

[4] المومنون ع ۳ [5] حم السجدہ ع ۵ [6] البقرہ ع ۳۹

مما یلیک[1]  اور اپنے سامنے سے کھا۔

عمر بن ابی سلمہ ابھی چھوٹے تھے (بالغ نہ تھے) اور کھاتے وقت ان کا ہاتھ طشت میں گردش کرتا تھا تو اس وقت رسول اللہؐ نے مذکورہ الفاظ فرمائے۔

(۷) ڈرانا۔

قل تمتعوا فان مصیرکم الی النار[2]  آپ کہہ دیجئے مزہ اڑالو پھر تمھیں آگ کی طرف لوٹنا ہے۔

(۸) احسان جتانا۔

وکلوا مما رزقکم اللہ[3]  کھاؤ جو اللہ نے تمھیں دیا۔

(۹) عزت دینا۔

ادخلوھا بسلام آمنین[4]  جنت میں سلامتی اور اطمینان سے داخل ہوجاؤ۔

(۱۰) ذلیل کرنا۔

کونوا قردۃ خاسئین[5]  تم ذلیل بندر ہوجاؤ۔

(۱۱) ایجاد کرنا۔

کن فیکون[6]  ہوجا پس وہ ہوجاتا ہے۔

(۱۲) عاجز کرنا۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ[7]  اس جیسی کوئی چھوٹی سورت بنا کر لاؤ۔

(۱۳) توہین کرنا۔

ذق انک انت العزیز الکریم[8]  یہ چکھ تو ہی عزت والا اور سردار تھا۔

---

[1] بخاری و مسلم و مشکوۃ کتاب الاطعمۃ  [2] ابراہیم ع ۵  [3] المائدہ ع ۱۲  [4] الحجر ع ۱
[5] البقرہ ع ۸  [6] البقرہ ع ۱۴  [7] البقرہ ع ۳  [8] الدخان ع ۳۔

(۱۴) برابری کرنا۔

فاصبروا اولا تصبروا[1] — تم صبر کرو یا نہ صبر کرو

(۱۵) دعاء

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق[2] — اے ہمارے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیجئے

(۱۶) حقیر سمجھنا

القوا ما انتم ملقون[3] — جادوگرو! ڈالو جو تم ڈالتے ہو۔

(۱۷) عبرت حاصل کرنا

انظروا الی ثمرہ اذا اثمر[4] — درخت کے پھل کو دیکھو جب وہ پھل لاتا ہے اور اس کے پکنے کو دیکھو۔

(۱۸) تعجب ظاہر کرنا

انظر کیف ضربوا لك الامثال[5] — دیکھئے آپ کے سامنے وہ کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ بھی کئی استعمال ہیں مثلاً خبر جیسے حدیث میں ہے۔

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت[6] — جب تو نے حیا نہ کی تو جو چاہے کرے۔

فاصنع کے معنی صنعت یا فعلت کے ہیں۔

تمناء و آرزو

ونادوا یا مالك لیقض علینا ربك[7] — اور دوزخی پکاریں گے کہ اے مالک (دوزخ

---

[1] الطور ع ۱ [2] الاعراف ع ۱۱ [3] یونس ع ۸ [4] الانعام ع ۱۲
[5] الفرقان ع ۱ [6] بخاری ومشکوۃ باب الرفق والحیا [7] الزخرف ع ۷

کا داروغہ) کاش کہ آپ کا رب ہم پر فیصلہ کردے

(کام ہی تمام کردے)

بعض مذکورہ محل میں تکرار بھی ہے مثلاً تادیب ۔ استحباب میں داخل ہے ۔ ڈرانا (انذار) دھمکانا (تہدید) میں داخل ہے[1]

**فعل امر کا حقیقی استعمال** جمہور فقہاء کے نزدیک فعل امر کا حقیقی استعمال صرف وجوب میں ہے بعض کے نزدیک صرف استحباب میں ہے اور دوسرے بعض کے نزدیک دونوں کے درمیان مشترک ہے ۔ یہ اختلاف اس صورت میں ہے جبکہ فعل امر قرینہ سے خالی ہو اور اگر وجوب یا استحباب کا قرینہ موجود ہے تو پھر اصل قرینہ ہوگا اور اسی کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، لیکن یہ قرینہ کبھی وجوب کو استحباب کی جانب پھیرنے کے قابل ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جس کی بنا پر اختلاف ہوتا ہے ۔

لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن او تفرضوا لھن فریضۃ ومتعوھن علی الموسع قدرہ وعلی المقتر قدرہ متاعا بالمعروف حقا علی المحسنین[2]

تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم ان بیویوں کو طلاق دو جنھیں تم نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور نہ مہر مقرر کیا ہو اور ان کو نفع پہونچاؤ (متعہ دو) وسعت والے کے ذمہ اس کی حیثیت کے لائق ہے اور تنگی والے کے ذمہ اس کی حیثیت کے لائق ۔ یہ نفع پہونچانا شریعت کے موافق ہے اور یہ احسان کرنے والوں

---

[1] الغزالی ۔ المستصفی جزء اول النظر الثانی فی الصیغۃ ۔ ملاجیون ۔ نور الانوار حاشیہ مبحث الامر ۔ محمد بن احمد سرخسی ۔ اصول السرخسی جزء اول فصل فی بیان موجب الامر ۔ الآمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام جزء ثانی البحث الثالث فی الصیغۃ الدالۃ علی الامر ۔

[2] البقرہ ع ۳۱ ۔

پر ضروری ہے (عام ہے جس کی کوئی حد نہیں مقرر
ہے عرف ورواج اور ضرورت کے مطابق اس
کی حد ہے)

اس صورت میں شافعیہ، حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک متعہ واجب ہے لیکن امام مالک کے نزدیک متعہ مستحب ہے کیونکہ محسنین احسان سے ہے جو واجب نہیں ہوتا۔ جمہور فقہاء کے نزدیک احسان کا لفظ واجب ومستحب دونوں قسم کے کام کے لئے آتا ہے لیکن یہاں حقاً کے لفظ سے وجوب کا تعین ہوتا ہے۔

ظاہری فقہاء کے یہاں قرینہ کا کوئی اعتبار نہیں "امر" بہرصورت وجوب کے لئے ہوتا ہے مثلاً ظاہری فقہاء (ابن حزم وغیرہ) کے نزدیک دَین (ادھار) کی کتابت اور اس پر گواہ بنانا واجب ہے کیونکہ قرآن حکیم میں فاکتبوہ (اس کو لکھ لیا کرو) اور استشھدو (گواہ بناؤ) امر کے صیغے ہیں جمہور فقہاء کے نزدیک دونوں امر استحباب کے لئے ہیں۔ اسی طرح "ظاہری" کے نزدیک کھاتے وقت "بسم اللہ" پڑھنا داہنے ہاتھ اور اپنے آگے سے کھانا واجب ہے۔ جیساکہ حدیث اوپر گذر چکی اور جمہور فقہاء کے نزدیک قرینہ کی بناء پر یہ دونوں مستحب ہیں۔

امر سے متعلق دو اور بحثیں

"امر" تکرار چاہتا ہے یا نہیں؟ اس میں مطالبہ فی الفور کرنے کا ہوتا ہے یا دیر میں کرنے کی گنجائش ہوتی ہے؟ ان دونوں میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ احناف کا مسلک ہے۔

ان الامر لا یقتضی التکرار ولا یحتملہ[1] — امر نہ تکرار چاہتا اور نہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔

---

[1] اصول السرخسی جزء اول فصل فی بیان مقتضی مطلق الامر الخ

امام شافعیؒ کے نزدیک امر تکرار کا احتمال رکھتا ہے اور بعض اماموں کے نزدیک امر خود تکرار چاہتا ہے ہر ایک کے پاس اپنے دلائل ہیں۔ اس اختلاف کا اثر درج ذیل صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں تیمم کا حکم ہے :

فتیمموا صعیدًا طیبًا [1] تم پاک مٹی سے تیمم کرو۔

احناف کے نزدیک تیمم سے فرض و نفل وغیرہ ہر قسم کی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔ ہر فرض کے لئے تیمم کی ضرورت نہیں ہے جیسے علیٰحدہ وضو کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ امر تکرار نہیں چاہتا ایک مرتبہ کرلیا بس وہ اس وقت تک کے لئے کافی ہے جب تک تیمم ٹوٹ نہ جائے۔

شوافع کے نزدیک ایک تیمم سے صرف ایک فرض نماز پڑھی جائے اور نوافل جس قدر چاہے پڑھ سکتا ہے کیونکہ امر میں تکرار کا احتمال ہے اس لئے فرض نماز میں احتیاط کی صورت اختیار کرنا مناسب ہے۔ مالکیہ کا بھی یہی مسلک ہے۔

حنابلہ کے نزدیک ایک وقت کے تیمم سے اُس وقت فرض و نفل جتنی نماز چاہے پڑھے اور وقت نکلنے کے بعد دوسرا تیمم کرے گویا وقت نکلنے کے بعد امر تکرار چاہے گا وقت کے اندر نہیں۔

اس میں اماموں کے اور بھی اقوال ہیں جن کو طوالت کے خیال سے نہیں ذکر کیا جاتا پھر نتیجہ کے لحاظ سے اختلاف کا دائرہ زیادہ وسیع بھی نہیں ہوتا کیونکہ ایک طرف جمہور فقہاء کا مسلک ہے کہ "تکرار" امر کی حقیقت میں داخل نہیں اس کی حقیقت صرف فعل کا مطالبہ ہے اور دوسری طرف بالعموم امر کے ساتھ قرینہ ایسا موجود ہوتا ہے جو تکرار یا عدم تکرار پر دلالت کرتا ہے اختلاف جو کچھ ہے امر مطلق کی صورت میں ہے لیکن جب قرینہ موجود ہے تو پھر اختلاف کی گنجائش نہیں ہے اور قرینہ چونکہ بالعموم پایا جاتا ہے۔ اس بنا پر امر مطلق کی صورت بہت کم ہوتی ہے۔

---

[1] المائدہ ع ۲

اسی طرح جن ائمہ کا رجحان امر کی تکرار کی طرف ہے وہ فی الفور تعمیل حکم کے قائل ہیں اور جن کا رجحان یہ نہیں ہے ان کے نزدیک تعمیل حکم میں فی الفور کی قید نہیں ہے مثلاً زکوٰۃ کی ادائیگی حکم صیغۂ امر کے ساتھ ہے۔ حنابلہ کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد فوراً ادا کرنا ضروری ہے اور دیگر ائمہ کے نزدیک فوراً ضروری نہیں ہے بلکہ ادائیگی میں جلدی کرنا افضل ہے جیسا کہ ہر کار خیر میں جلدی کرنے کی افضلیت ثابت ہے۔

نہی کی تعریف | (۲) نہی امر کی ضد ہے جس میں نہ کرنے کا مطالبہ ہوتا ہے اس کی تعریف یہ منقول ہے۔

قولہ (القائل) لغیرہ علی سبیل الاستعلاء غلبہ و بلندی کی جہت سے کہنا کہ ایسا مت کر لا تفعل [۱]

عدم مطالبۂ فعل (نہ کرنے کا مطالبہ) کے صیغہ کی کئی شکلیں ہیں۔

(ا) فعل نہی ہو جیسے

ولا تقربوا الزناء انہ کان فاحشۃ [۲] زنا کے پاس نہ جاؤ وہ بے حیائی اور بری راہ ہے۔

(ب) امر کا صیغہ ہو جو فعل سے روکنے پر دلالت کرے

فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور [۳] تم بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے۔

(ج) نہی کا مادہ استعمال ہوا ہو اگرچہ فعل نہی کا صیغہ نہ ہو۔

ان اللہ یامر بالعدل والاحسان [۴] بیشک اللہ انصاف کرنے اور بھلائی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

---

[۱] عبداللہ بن احمد بن محمود ابوالبرکات النسفی۔ المنار۔ مبحث النہی۔

[۲] بنی اسرائیل ع ۴ [۳] الحج ع ۴ [۴] النحل ع ۱۳

(د) فعل سے روکنے کے لئے جملہ خبریہ استعمال ہوا ہو جس میں حرمت کا ذکر ہو یا حلت
نفی ہو۔

حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم وعماتکم الخ [۱]
حرام کی گئی ہیں تمہارے اوپر تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں وغیرہ۔

یایھا الذین آمنوا لا یحل لکم ان ترثوا النساء کرھا۔ [۲]
اے ایمان والو تمہارے لئے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کو زبردستی میراث میں لے لو

محل نہی کا استعمال | فعل نہی کا استعمال کئی محل میں ہوتا ہے مثلاً

(۱) حرام کرنا (تحریم)

ولا تنکحوا ما نکح آباءکم من النساء الا ما قد سلف [۳]
اور جن عورتوں کو تمہارے باپ نکاح میں لائیں ان کو تم نکاح میں نہ لاؤ مگر جو پہلے ہو چکا

(۲) مکروہ کرنا (کراہت)

لا یمس احدکم ذکرہ بیمینہ وھو یبول [۴]
پیشاب کرنے کی حالت میں تم میں کوئی شخص اپنی شرمگاہ کو نہ چھوئے۔

(۳) دعا

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا [۵]
اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو نہ پھیر جبکہ آپ نے ہمیں ہدایت دی۔

(۴) فلاح وبہبودی کی طلب

یا ایھا الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء
اے ایمان والو ایسی باتیں مت سوال کرو کہ اگر وہ

---

[۱] النساء ع ۴ [۲] النساء ع ۳ [۳] النساء ع ۳
[۴] بخاری ج ۱ - النہی عن مس الذکر بالیمین [۵] آل عمران ع ۱

ان تبد لکم تسؤکم[۱] ۔ — تم پر کھولی جائیں تو تمھیں بری لگیں ۔

(۵) حقیر سمجھنا

ولا تمدن عینك الی ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحیوة الدنیا[۲] — اپنی آنکھیں ان چیزوں کی طرف نہ پھیلاؤ جو ہم نے لوگوں کو فائدہ اٹھانے کے لئے دیں دنیوی زندگی کی رونق ۔

(۶) انجام کا بیان

ولا تحسبن اللہ غافلا عما یعمل الظلمون[۳] — ہرگز مت خیال کرو کہ اللہ ظالموں کے کام سے غافل ہے ۔

(۷) نا امیدی

یا ایها الذین کفروا لا تعتذروا الیوم انما تجزون ما کنتم تعملون[۴] — اے کافرو آج کے دن بہانہ نہ بتلاؤ وہی بدلہ پاؤ گے جو تم کرتے تھے ۔

(۸) شفقت جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول

لا تتخذوا الدواب کراسی[۵] — چارپایوں کو کرسی نہ بناؤ ۔

(۹) ڈرانا جیسے کوئی شخص اپنے ماتحت سے ڈرانے دھمکانے کے انداز میں کہے

لا تطع امری — میرے حکم کی اطاعت مت کر ۔

(۱۰) درخواست جیسے کوئی شخص اپنے برابر والے سے کہے ۔

لا تفعل[۶] — مت کیجئے ۔

---

[۱] المائدہ ع ۱۴ [۲] طٰہٰ ع ۸ [۳] ابراہیم ع ۷ [۴] تحریم ع ۱

[۵] مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۴۳۹ حدیث النہی عن اتخاذ الدواب کراسی ۔

[۶] الآمدی ۔ الاحکام فی اصول الاحکام ج ۲ الصنف الثانی فی النہی ۔ ڈاکٹر مصطفے سعید الخن ۔ اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیۃ فی اختلاف الفقہاء ۔ القاعدۃ الاولی ۔ النہی عند الاطلاق یقتضی التحریم ۔

فعل نہی کا حقیقی استعمال | جمہور فقہاء کے نزدیک "نہی" کا استعمال تحریم (حرام کرنا) میں حقیقتا ہے جبکہ وہ قرینہ سے خالی ہو اور بعض کے نزدیک تحریم و کراہت کے درمیان مشترک ہے۔

قرآن حکیم میں ہے:

ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا[1] — عیب جوئی نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

جمہور کے نزدیک اس سے عیب جوئی اور غیبت کی حرمت ثابت ہوگی۔

بعض کے نزدیک ابتداءً اس سے کراہت ثابت ہوگی۔ دونوں میں جب تک قرینہ اس کے خلاف نہ ہو۔ اور بعض کے نزدیک یہ مجمل ہے۔ تحریم یا کراہت مراد لینے کے لئے شارع کی طرف سے وضاحت کی ضرورت ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ[2] — کوئی شخص اپنے بھائی کے معاملہ پر معاملہ نہ کرے

جمہور کے نزدیک جب تک ایک شخص کا معاملہ ختم نہ ہو جائے دوسرے کو خرید و فروخت کا معاملہ کرنا حرام ہے۔ بعض کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔ دونوں میں جب تک اس کے خلاف قرینہ نہ ہو اور بعض کے نزدیک حرمت و کراہت دونوں کا احتمال ہے اس بناء پر شارع کی طرف سے وضاحت کی ضرورت ہے۔

نہی سے متعلق ایک اور بحث | عبادات و معاملات میں نہی کے ذریعہ جس فعل سے ممانعت کی جا کر لینے کے بعد اس کا وجود قابل تسلیم ہوگا یا نہیں؟ اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں۔ جمہور کے نزدیک یہ ممانعت اگر عبادات میں ہے تو کر لینے سے نا

---

[1] الحجرات ع ۲ [2] مسلم و مشکوۃ باب المنہی عنہا من البیوع۔

وجود قابل تسلیم ہوگا اور نہ اس پر کسی حکم کا ترتب ہوگا مثلاً سال میں پانچ روزوں (عیدین وایام تشریق) کی ممانعت ہے اگر کسی نے یہ روزے رکھ لئے تو باطل قرار پائیں گے اور اگر یہ ممانعت معاملات میں ہے تو کر لینے سے اس کا وجود قابل تسلیم ہوگا اور اس پر حکم کا ترتب بھی ہوگا۔ مثلاً جمعہ کی اذان کے وقت خرید و فروخت کی ممانعت ہے یا ایک شخص خرید و فروخت کا معاملہ کر رہا ہے اس کے ختم ہونے سے پہلے دوسرے کو معاملہ کرنے کی ممانعت ہے لیکن اگر کسی نے ممانعت کے باوجود ان صورتوں میں خرید و فروخت کر لیا تو وہ قابل تسلیم ہوگی۔

بعض فقہار کے نزدیک جس فعل سے ممانعت کی گئی ہے کر لینے سے اس کا وجود قابل تسلیم ہوگا جبکہ اس کی صحت کی شرطیں پائی جائیں اور اس کے ارکان مکمل ہوں۔ اس میں عبادات و معاملات کی کوئی تقسیم نہیں دونوں کا یکساں حکم ہے، اور بعض فقہار کے نزدیک اس کا وجود بہر صورت قابل تسلیم نہیں خواہ اس کا تعلق عبادات سے ہو یا معاملات سے ہو۔

**حسن و قبح کے شرعی یا عقلی ہونے میں اختلاف** فعل کے حسن و قبح کا تعلق بھی امر و نہی کی بحث سے ہے لیکن طوالت کے خیال سے اس کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اصول فقہ اور علم کلام کی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے۔ یہاں صرف اس قدر اشارہ کر دینا کافی ہے کہ شوافع و اہل حدیث کے نزدیک "امر و نہی" بذات خود فعل کی اچھائی (حسن) و برائی (قبح) کو ثابت کرنے والے ہیں اور احناف کے نزدیک حسن و قبح کو بذات خود ثابت کرنے والی "عقل" ہے۔ امر و نہی اس کے لئے دلیل اور معرفت کا ذریعہ ہیں۔ اس لحاظ سے پہلی صورت میں "شریعت" حسن و قبح کا معیار و میزان قرار پاتی ہے جبکہ دوسری صورت میں "عقل" معیار و میزان قرار پاتی اور شریعت اس کے لئے دلیل اور ذریعۂ معرفت کا کام دیتی ہے۔ جن اماموں کے نزدیک حسن و قبح "شرعی" ہے ان کے یہاں اجتہاد کا دائرہ نسبتۃً تنگ ہے اور جن کے نزدیک عقلی ہے ان کے یہاں اجتہاد کا دائرہ کافی وسیع ہے۔ امر و نہی میں زیر بحث حسن فعل سے مراد ہے کہ اس کا کرنے والا اللہ کے نزدیک قابل تعریف

اور اجر کا مستحق ہو۔ اور قبحِ فعل سے مراد ہے کہ اس کا کرنے والا اللہ کے نزدیک قابل مذمت اور سزا کا مستحق ہو اسی میں اماموں کا اختلاف ہے۔ اس کے علاوہ حسن وقبح کے دیگر مفہوم میں اماموں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں سبھی کے نزدیک حسن وقبح "عقلی" ہیں خواہ ان کا تعلق فعل کے کمال ونقصان سے ہو یا دنیوی اغراض ومفاد سے ہو[۱]۔

(باقی آئندہ)

---

[۱] احمد بن عبداللہ الحنفی۔ کشف الاسرار شرح المنار جزء اول ومولانا عبدالحی لکھنوی حاشیہ قمر الاقمار ومحمد معروف الدوالیبی۔ المدخل الی علم الاصول الفقہ۔ المبحث الثالث


# انتخاب الترغیب والترہیب

مصنفہ: الامام الحافظ زکی الدین المنذری رح

انتخاب وترجمہ وتشریح: از مولانا محمد عبداللہ طارق دہلوی

نیک اعمال کے اجر وثواب اور بدعملی پر زجر وعتاب کے موضوع پر ایک نہایت جامع ومستند اور مقبول عام کتاب، جس میں نیک اعمال اور اچھے اخلاق کے فضائل اور انعامات صحیح حدیثوں سے لکھے گئے ہیں، حدیثوں کے عربی متن کے ساتھ آسان زبان میں ترجمہ اور مختصر تشریح۔ خود پڑھئے گھروں میں پڑھوائیے اور مسجدوں مجمعوں میں سنوائیے ـــــ اس کتاب کی دو جلدیں چھپ کر قبول عام حاصل کر چکی ہیں تیسری جلد زیر کتابت ہے، عمدہ لکھائی چھپائی اور سفید کاغذ

جلد اول (بلا جلد)　　جلد دوم (بلا جلد)　　جلد سوم (زیر کتابت)

جنرل مینجر ندوۃ المصنفین، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶